رسائل و مسائل

تنگ حال رفقاء سے تحریک کی اعانت طلبی

نعیم صدیقی

سوال:۔ میں ایک عام مسلمان ہوں اور ایک مسئلہ بہت اہم درپیش ہے۔ وہ یہ ہے کہ میرے ایک دفتر کے ساتھی مجھے مسلسل اس بات پر مطعون کرتے ہیں کہ میں جماعتِ اسلامی کے بیت المال میں چندہ نہیں دیتا جب کہ میرا استدلال یہ ہے کہ میری آمدنی بہت قلیل ہے جس میں میرے والدین، میری تین بہنیں، میری بیوی اور پانچ بچے پورا ماہ بھی گزارہ نہیں کر سکتے، عموماً ۱۵ سے ۲۰ دن کے بعد قرض لینے کی نوبت آجاتی ہے۔ پھر ساتھ ساتھ اعزہ میں ایسے لوگ بہت کثیر تعداد میں ہیں جو کہ مستقل پریشانیوں میں مبتلا ہیں، جن کی امداد کے بعد مجھے کئی کئی دن بلکہ کئی کئی ماہ اپنی جائز ضروریات یعنی کپڑا، دوا علاج بھی ٹالنا پڑتی ہے۔ ۵ بچوں کے دوا علاج، تعلیم وغیرہ پر اتنا خرچ اٹھ جاتا ہے کہ گذشتہ ماہ میں ایک دو دفعہ کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے ۶ میل پیدل چل کر بھی دفتر پہنچا ہوں۔

میرا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق جو فرض کیے گئے ہیں ان کے بعد اگر میرے پاس ایک پیسہ بھی بچ رہے تو میں ضرور دوں گا، مگر ایسی صورت میں جب کہ ان کی بنیادی ضروریات بھی پوری کرنے سے قاصر ہوں، بلکہ پہلے کے اثاثے بیچ کر گزارہ کر رہا ہوں تو پھر میں اس اعانت سے معذور رہوں۔

ہمارے محاسب صاحب جو کہ جماعتِ اسلامی کے سرگرم کارکن ہیں' ان کا اصرار ہے

کہ قرآن کا یہ حکم جماعتِ اسلامی کے بیت المال قائم ہونے کے بعد ساقط ہو گیا ہے یعنی والدین، اقربا، یتامیٰ، مساکین کے لیے انفاق، بلکہ صحیح حکم یہ ہے کہ پہلے جماعت اسلامی کے بیت المال میں دیں۔

مجھے آپ سے اس بارے میں وضاحت درکار ہے۔

جواب :-

مکرمی و محترمی! السلام علیکم

گرامی نامہ ملا۔ آپ کی مجبوری تھی کہ آپ کو ذاتی احوال لکھنے پڑے، ورنہ اتنی تفاصیل سامنے نہ آتیں اور آپ کا پردہ رہتا تو اچھا تھا۔ میرے نقطۂ نظر سے آپ کے اُٹھائے ہوئے سوالات کے جواب درج ذیل ہیں:

۱۔ ہمارے تحریکی دوستوں کو، خصوصاً سرکردہ حضرات کو باہم دگر ایک دوسرے کے حالات سے اتنا ضرور آگاہ ہونا چاہیے کہ وہ مناسب رائے دوسروں کے متعلق قائم کر سکیں۔ اس کا طریق رابطہ ہے جو نہ تو سرراہے قسم کا ہو، نہ دفتر و اجتماعات سے متعلق، بلکہ ایک محبت آمیز نجی تعلق، قدرے بے تکلفی، ایک دوسرے کو ذاتی سطح پر جاننے سمجھنے کی کوشش مطلوب ہے۔

۲۔ آپ اگر اپنے حالات میں گنجائش نہ پاتے ہوں تو محض دوسروں کے تقاضوں اور دباؤ سے خرچ کرنا ضروری نہیں ہے، استطاعت ہو تو خالصتہً لِلّٰہ خرچ کرنا چاہیے۔

۳۔ ایک امر بطور مشورہ! تحریک سے تعلق اور خدا سے محبت بڑھانے کے لیے آپ یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ مثلاً ایک روپیہ یا آٹھ آنے یا چار آنے پابندی سے ادا کرتے رہیں تاکہ آپ کو یہ تسکین حاصل رہے کہ نظم و دعوت کے مالی مصارف کے بہتے دریا میں آپ کا بھی حصہ ہے۔

علاوہ ازیں جسمانی یا دماغی قوتوں سے تحریک اور دوسرے انسانوں کی خدمات سرانجام دی جا سکتی ہیں۔

۴۔ میری رائے یہ ہے کہ والدین، اقربا، پڑوسی، مصیبت زدہ افراد وغیرہ کے حقوق اپنی جگہ رکھتے ہیں، اور تحریک ان کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ مثلاً خدمتِ والدین پر آپ اگر خرچ کرتے ہیں تو تحریک یہ مطالبہ نہیں کر سکتی کہ اس خرچ کو بند کر کے تحریک کو ادا کرو۔ نہ یہ مناسب ہے کہ آپ والدین پہ جو خرچ کرتے ہیں، وہ پہلے بیت المال میں داخل کریں، پھر بیت المال کا کوئی آدمی آپ کے والدین

کے پاس جا کر رقم ادا کرے اور رسید پرچہ بنائے۔ چھوٹے چھوٹے روزمرہ معاملات اگر یہ شکل اختیار کر لیں تو ایک طرف جماعت پر دفتری بوجھ بڑھے گا اور دوسری طرف دفتریت کے چکر سے ہوکر حق بہ حق دار تاخیر سے پہنچے گا۔ علاوہ ازیں بعض شرفا بہت ہی قریبی لوگوں سے پردے میں تو کچھ لے لیتے ہیں، مگر عام دفتری یا اجتماعی سطح پر اپنا بھرم گنوانے پر تیار نہیں ہوتے۔ بہرحال فرض کردہ حقوق کی ادائیگی کو تحریک ساقط نہیں کر سکتی۔

اسی طرح آپ کے سامنے کوئی آدمی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ آپ نے اُسے ٹیکسی پر لدوا کر ہسپتال پہنچایا۔ اور اس کا خرچہ بھی ادا کر دیا اور جسمانی محنت بھی اُٹھائی۔ اور وقت کی قربانی بھی دی۔ کوئی ضرورت نہیں کہ آپ اس طرح کے مصارف کا گوشوارہ بنا کر پیش کرتے رہیں۔ ایسا عمل آپ کے ذریعے از خود دعوتِ حق کے فروغ کا ذریعہ بنے گا۔

(بقیہ: اسلام میں اختلاف کے آداب)

کسی حقیقت کا اظہار اس کی اپنی زبان سے ہو رہا ہو یا اس کے بھائی کی زبان سے۔

۶۔ وہ اسلام کے عام آداب کی پابندی کرتے ہوئے دورانِ گفتگو اچھے کلمات کا انتخاب کرتے، جارحانہ اور سخت الفاظ کے استعمال سے گریز کرتے۔ اور دوسرے کی بات بغور سُنتے۔

۷۔ وہ خواہ مخواہ کے جھگڑنے سے حتی الوسع پرہیز کرتے، موضوع زیرِ بحث کے بارے میں اپنی پوری کوشش صرف کرنے جس کی بنا پر ہر فریق دوسرے کی رائے کو سنجیدگی سے سُنتا اور اس کا پورا پورا احترام کرتا اور یا تو اسے قبول کرنے پر مجبور ہوتا یا اس سے بہتر رائے پیش کرنے کی کوشش کرتا۔

یہ وہ چند خاص "آدابِ اختلاف" ہیں جو عہدِ رسالت میں پیش آنے والے واقعات کے مطالعے سے سامنے آتے ہیں۔